11
ہندوستانی پینٹنگ

جب آپ کسی بازار یا میوزیم میں جاتے ہیں تو وہاں آپ کو بہت سی تصاویر نظر آتی ہیں۔ دیوار گیر تصاویر یا ٹیراکوٹا پر بنی ہوئی تصاویر دیکھنے کو ملتی ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ان پینٹنگوں کی ابتدا ہمارے قدیم ماضی سے جڑی ہوئی ہے۔ یہ پینٹنگیں اس زندگی اور رسوم و روایات کی عکاسی کرتی ہیں، جن پر اس دور کے لوگ عمل پیرا تھے۔ یہ پینٹنگز یہ بھی دکھلاتی ہیں کہ راجہ اور رانیاں کس طرح کے ملبوسات پہنا کرتے تھے اور شاہی دربار میں درباریوں کی نشست کس طرح ہوتی تھی۔ خواندگی کے ریکارڈ جن کا پینٹنگ کے فن پر راست اثر ہے، یہ دکھلاتے ہیں کہ انتہائی قدیم ادوار سے ہی سیکولر اور مذہبی تصورات دونوں ہی کو فنکارانہ تاثرات کی اہم شکل سمجھا جاتا تھا اور اس کو عملی روپ دیا جاتا تھا۔ اظہارِ تاثرات کی یہ ضرورت انسانی بقا کا ایک بے حد بنیادی تقاضا ہے اور اس نے ماقبل تاریخ کے ادوار سے کئی شکلیں اختیار کی ہیں۔ پینٹنگ اسی طرح کی ایک شکل ہے جس سے آپ کسی نہ کسی طریقے سے واقف ہوں گے۔ ہندوستانی پینٹنگ مختلف روایات کا امتزاج ہے اور اس کا فروغ ایک مسلسل اور جاری عمل ہے۔ تاہم نئے اندازوں کہ اختیار کرتے ہوئے ہندوستانی پینٹنگ نے اپنی امتیازی خصوصیت کو برقرار رکھا۔ چنانچہ ''جدید ہندوستانی پینٹنگ ثروت مند روایتی ورثہ کے ساتھ جدید رجحانات اور تصورات کی آمیزش ہے۔''

مقاصد

اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ:

- ماقبل تاریخ کے ادوار سے پینٹنگ کی ابتدا کا پتہ لگاسکیں گے؛
- قرون وسطیٰ میں پینٹنگ کے فروغ کو بیان کرسکیں گے؛
- ہندوستان میں پینٹنگ کے میدان میں مغل بادشاہوں کے اشتراک کی شناخت کرسکیں گے؛
- پینٹنگ کے امتیازی مکاتب فکر مثلاً راجستھانی اور پہاڑی مکاتب فکر کی شناخت کرسکیں گے؛

نوٹس

- مقامی مراکز مثلاً کانگڑہ، کُلّو اور بسولی پینٹنگ کے فروغ کا تجزیہ کرسکیں گے؛
- ہندوستانی پینٹنگ میں راجہ روی ورما کے اشتراک کو سمجھ سکیں گے؛
- بنگال آرٹ اسکول کے عروج میں رابندر ناتھ ٹیگور اور ابیندر ناتھ ٹیگور کے اشتراک کا تجزیہ کرسکیں گے؛
- فرانسس نیوٹن سوزا کے ترقی پسند آرٹسٹ گروپ کے رول کو سمجھ سکیں گے؛
- لوک آرٹ کی شکلوں مثلاً میتھلا پینٹنگ، قلم کاری پینٹنگ، ورلی پینٹنگ کے اشتراک کی شناخت کرسکیں گے، جنھوں نے پینٹنگ کے میدان میں لاتعداد نئے رخوں کو شامل کیا۔

11.1 قدیم دور: ابتدا

فن کی شکل کے طور پر پینٹنگ قدیم ادوار سے ہی پھلتی پھولتی رہی ہے، جیسا کہ غاروں سے دریافت کی گئی باقیات اور ادبی آخذ سے پتہ چلتا ہے۔ ہندوستان میں آرٹ اور پینٹنگ کی تاریخ ما قبل تاریخ کی چٹانوں پر مبنی پینٹنگ سے شروع ہوتی ہے۔ ان چٹانی پینٹنگوں کو مدھیہ پردیش میں بھیم بیٹکا غاروں میں دریافت کیا گیا۔ جہاں ہمیں جانوروں کی تصویریں اور پینٹنگز نظر آتی ہیں۔ نرسنگھ (مہاراشٹر) کے غاروں میں بنی پینٹنگوں میں دھبے دار ہرن کھالوں کو سوکھتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ہزاروں سال قبل پینٹنگز اور ڈرائنگز ہڑپا تہذیب کی مہروں پر نظر آنے لگی تھیں۔

برہمنی اور بودھ دونوں ادبوں میں مختلف طرز اور تکنیک کی پینٹنگز کا حوالہ ملتا ہے، جن میں لپی چتر، لیکھا چتر اور دھول چتر شامل ہیں۔ ان میں سے پہلا لوک داستانوں کی عکاسی ہے، دوسرا لائن ڈرائنگ اور کپڑے پر پینٹنگ ہے اور تیسرا فرش پر پینٹنگ ہے۔

بودھ کتاب ''ونے پتاکا'' (تیسری، چوتھی صدی) میں شاہی عملات میں پینٹ کی گئی اشکال کا تذکرہ ملتا ہے ''مدرا راکشس'' ڈرامے میں (5ویں صدی عیسوی) لاتعداد پینٹنگوں یا پاٹوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں وتسیان کے کام سوتر میں 64 اقسام تھے، جنوبی سے متعلق کی پینٹنگوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ سائنٹفک اصولوں پر مبنی تھیں۔ وشنو دھرم اوتر پوران (ساتویں صدی) پینٹنگ کے بارے میں ایک باب ہے جسے ''چتر سوتر'' کہا جاتا ہے، جس میں پینٹنگ کے چھ اندازوں مثلاً شکل کی قسم، تناسب، چمک دمک اور رنگ وغیرہ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آثار قدیمہ اور ادب ما قبل تاریخ کے ہندوستان میں پینٹنگ کے فروغ کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ گپتا عہد کی پینٹنگوں کا بہترین نمونہ اجنتا کے غاروں میں موجود ہے۔ ان میں جانوروں، چڑیوں و پرندوں، پیڑوں، پھولوں، انسانی اشکال اور جاتک کی کہانیوں کو پینٹنگوں کا موضوع بنایا گیا ہے۔

دیواری پینٹنگز دیواروں اور سخت سطحوں پر چھتوں اور بغلی دیواروں پر بنائی جاتی ہیں۔ غار نمبر۔9 میں

نوٹس

بودھ راہبوں کو ایک استوپ کی طرف جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ غار نمبر-10 جاتک کہانیوں کی عکاسی کی گئی ہے، لیکن بہترین پینٹنگز کی تخلیق 5 ویں اور 6 ویں صدی عیسوی میں گپتا راجاؤں کے عہد میں کی گئی۔ دیواری تصویروں میں خاص طور سے بودھ کی زندگی اور بودھوں کی جاتک کہانیوں کی تصویر کشی کی گئی ہے، لیکن ان میں غیر مذہبی مناظر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان پینٹنگوں میں ہمیں ہندوستانی زندگی کے سبھی پہلوؤں سے متعلق پینٹنگز نظر آتی ہیں۔ ہمیں ان تصاویر میں محلات میں موجود شہزادے، حرموں میں خواتین، بوجھ اٹھائے ہوئے قلی، بھکاری، کسان اور جوگی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے جنگلی جانوروں، پرندے اور پھول بھی نظر آتے ہیں۔

پینٹنگز میں استعمال کیا جانے والا مواد

مختلف اقسام کی پینٹنگز میں مختلف طرح کے مواد استعمال کیے جاتے تھے۔ ادبی ماخذ میں 'چتر شالا' (آرٹ گیلری) اور ''شلپ شاستر'' (آرٹ سے متعلق تکنیکی تدابیر) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تاہم استعمال کیے جانے والے بنیادی رنگ تھے سرخ گیرو (دھاتو راگنی، جس میں لوہا ملا ہوتا ہے) شوخ سرخ (کم کم یا سیندور) پیلا گیرو (ہرِیتال) نیل (نیلا) شوخ نیلا رنگ (لاجوردی رنگ) دیے کی سیاہی (کاجل) چاک سفید (ہاتی مٹی) ٹیراوٹی (گیرو) اور ہرا۔ یہ سبھی رنگ، صرف شوخ نیلے کو چھوڑ کر، مقامی طور پر دستیاب تھے۔ شوخ نیلا رنگ پاکستان سے آتا تھا۔ ملے جلے رنگ مثلاً خاکستری شاذ ونادر ہی استعمال کیے جاتے تھے۔ رنگوں کے استعمال کا انتخاب موضوع اور مقامی آب و ہوا کے لحاظ سے کیا جاتا تھا۔

بودھ پینٹنگز کے باقیات شمال میں باغ اور دکن میں چھٹی اور نویں صدی کے درمیان جنوبی مقامات پر بودھ گپھاؤں (غاروں) میں دریافت کیے گئے ہیں۔ گوکہ ان پینٹنگوں کا موضوع مذہبی ہے، لیکن اپنے باطنی معنوں اور روح کے لحاظ سے ان پینٹنگوں سے زیادہ سیکولر مہذب اور لطیف چیز دوسری اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ گوکہ ان پینٹنگوں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی باقی بچا ہے، لیکن وہ دیوتاؤں اور نیم دیوتائی کی حامل دیویوں مثلاً کنّر اور اپسراؤں سے بھری دنیا کی عکاسی کرتا ہے۔ ان میں نباتات وحیوانات، مست خراموں اور پیار و محبت، حسن و لطافت اور سحر کی ترجمانی کی گئی ہے۔ ان مثالوں کو بادامی (کرناٹک) کے غار-3، کانچی پورم کے مندروں سیتانوسل (تمل ناڈو) میں جین غاروں اور ایلورا میں کیلاش اور جین گپھاؤں (9 ویں اور 10 ویں صدی) میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جنوبی ہندوستان کے دوسرے کئی مندروں کو مثلاً تنجاور کے برہدیشور مندر کو رزمیوں اور اساطیری داستانوں سے اخذ کردہ دیواری تصاویر سے سجایا گیا ہے۔ اگر باغ، اجنتا اور بادامی شمال کی کلاسیکی روایات کی عکاسی کرتے ہیں تو دکن میں ستانا، وسّل، کانچی پورم، مالیادی پٹی اور ترینولائی پلم جنوب میں اس کلاسیکی روایت کے بہترین نمونے ہیں۔ سیتانوسل کی پینٹگیں (جین سادھو کے مسکن) جین

نوٹس

موضوعات کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، جبکہ باقی تین موضوع اور الہام کے لحاظ سے شیو اور وشنو کی ترجمانی کرتے ہیں۔ انتہائی روایتی، ڈیزائن اور موضوع ہونے کے باوجود ان ادوار کی پینٹنگوں نے قرونِ وسطیٰ کے اثرات کو دکھانا شروع کر دیا تھا، یعنی ایک طرف تو مسطح اور باریک سطح کا استعمال شروع ہو گیا تھا اور دوسری طرف کسی حد تک خطِ مستقیم اور زاویہ دار ڈیزائنوں کا استعمال بھی شروع ہو گیا تھا۔

11.2 قرونِ وسطیٰ کے ہندوستان کا آرٹ

دہلی سلطنت کے دور میں دیواری تصاویر شاہی محلوں، شاہی خوابگاہوں اور مساجد میں نظر آتی تھیں۔ یہ بنیادی طور پر پھولوں، پتیوں اور بیلوں اور پودوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ التمش کے دور میں (36-1210) میں پینٹنگوں کے حوالے ملتے ہیں۔ علاء الدین خلجی (1316-1296) کے دورِ حکومت میں جداری پینٹنگوں، چھوٹی پینٹنگوں (عکس قلمی نسخہ) اور کپڑوں پر پینٹنگ کا رواج تھا۔سلطنت دور میں ہندوستان پینٹنگوں پر فارسی اور عربی اثر نظر آتا ہے۔ یہ حوالے بھی ملتے ہیں کہ اس دور کا مسلم اشرافیہ ایران اور عرب دنیا سے اپنے لیے عربی قلمی نسخہ منگوایا کرتا تھا۔

اس مدت کے دوران دوسری علاقائی ریاستوں کی پینٹنگوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ گوالیار کے راجہ مان سنگھ تومر کے محل کی آرائشی پینٹنگوں نے بابر اور اکبر دونوں کو متاثر کیا تھا۔ 14ویں اور 15ویں صدی کے دوران چھوٹی تصاویر ایک طاقتور محرک کے طور پر گجرات اور راجستھان میں ابھریں اور دولتمند جین سوداگروں کے توسط سے وسطیٰ شمالی اور مشرقی ہندوستان تک پھیل گئیں۔ مدھیہ پردیش میں مانڈو، مشرقی اتر پردیش میں جون پور اور مشرقی ہندوستان میں بنگال چھوٹی تصویری قلمی نسخوں کے دوسرے بڑے مراکز تھے۔

9ویں اور 10ویں صدی کے دوران پلّو حکومت کے دور میں مشرقی ہندوستان میں بنگال، بہار اور اڑیسہ ایک نئی قسم کی پینٹنگ کا چلن ہوا، جسے چھوٹی تصاویر کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ نام سے ہی اندازہ ہوتا ہے، یہ چھوٹی تصاویر زوال پذیر موادوں پر بنائی جاتی تھیں۔ اس زمرے میں بودھ، جین اور ہندو قلمی مسودوں کی تزئین کی جاتی تھی اور ان چھوٹی تصاویر کو تاڑ کے پتوں پر بنایا جاتا تھا۔ یہ اجنتا طرز سے مشابہت رکھتی تھیں، لیکن ان کا سائز بہت چھوٹا ہوتا تھا۔ ان تصویروں کو سوداگروں کی مانگ پر تیار کیا جاتا تھا، جو ان کو مندروں اور خانقاہوں میں دان کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔

13ویں صدی کے بعد شمالی ہندوستان کے ترکی سلطان فارسی درباری ثقافت کی اہم خصوصیات کو ہندوستان لائے۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں فارسی اثر کے مزین قلمی مسودے مالوہ، بنگال، دہلی، جونپور، گجرات اور دکن میں تیار کیے گئے۔ ایرانی آرٹ روایات کے ساتھ ہندوستانی مصورین کے عمل باہم کے نتیجہ میں دونوں طرزوں کا امتزاج سولہویں صدی کی تخلیقات میں نظر آتا ہے۔سلطنت دور کی اوائلی مدت

نوٹس

کے دوران مغربی ہندوستان کی جین برادری نے پینٹنگ کے فن میں نمایاں اور اہم حصہ ادا کیا۔ جین شاستروں کے عکسی (باتصویر) قلمی مسودے تحفے کے طور پر مندروں کی لائبریریوں کو پیش کیے گئے۔ ان قلمی باتصویر مسوروں میں جین تیرتھنکروں کی زندگی اور ان کے کارناموں کی عکاسی کی جاتی تھی۔ کپڑے پر تصویرکشی کے فن کو مغلوں کے دور میں ایک نئی شکل ملی۔ اکبر اور اس کے جانشینوں نے پینٹنگ اور نفسانی تصویرکشی میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔ اس دور سے کتابی توضیحی تصویریں یا انفرادی چھوٹی تصاویر نے آرٹ کی ایک انتہائی اہم شکل کے طور پر دیواری پینٹنگوں کی جگہ لے لی۔ شہنشاہ اکبر نے کشمیر اور گجرات کے مصوروں کی سرپرستی کی۔ ہمایوں نے دو ایرانی مصوروں کو اپنے دربار میں جگہ دی۔ اس کے دور میں پہلی مرتبہ مصوروں کے نام کتبوں پر تحریر کیے گئے۔ اس دور کے بعض عظیم مصور تھے عبدالصمد دسونت اور باسوان۔ بابر نامہ اور اکبر نامہ کے صفحات پر خوبصورت تصاویر موجود ہیں۔ کچھ ہی برسوں میں ایرانی اور ہندوستانی طرز اور مغل پینٹنگ آزادانہ طرز کے ساتھ ایک مربوط اور پرکشش طرز وجود میں آ گئی۔ 1562 سے 1577ء کے دوران تقریباً 1400 کپڑے کی پینٹنگیں تیار کی گئیں جو نئی طرز کے مطابق بنائی گئی تھیں اور ان کو شاہی مصور خانے کی زینت بنایا گیا۔ اکبر نے پورٹریٹ (شبیہہ سازی) کے فن کی بھی ہمت افزائی کی۔

جہانگیر کے دورِ حکومت میں فن مصوری اور اپنے عروج پر پہنچ گیا جو خود بھی ایک عظیم مصور اور نقادِ فن مصوری تھا۔ مصوروں نے چمکدار نیلے اور سرخ جیسے شوخ رنگوں کا استعمال کرنا شروع کر دیا اور وہ پینٹنگوں کو سہ ابعادی رخ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ جہانگیر کے دور میں منصور، بشن داس اور منوہر خداداد صلاحیت کے حامل مصور تھے۔ منصور نے مصور ابوالحسن کی ایک غیر معمولی پینٹنگ بنائی اور وہ چڑیوں اور جانوروں کی تصاویر بنانے میں مہارت رکھتا تھا۔ شاہ جہاں گو کہ فن معماری میں زیادہ دلچسپی رکھتا تھا اس کے سب سے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے اپنے دادا اکبر کی طرح فنِ مصوری کی سرپرستی کی۔ وہ اپنی تصاویر میں قدرتی چیزوں مثلاً پیڑ پودوں اور جانوروں وغیرہ کو ترجیح دیتا تھا۔ تاہم اورنگزیب کے دور میں پینٹنگ کے فن کو سرپرستی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے مصور ملک کے مختلف حصوں میں منتشر ہو گئے۔ اس کی وجہ سے راجستھان اور پنجاب کی پہاڑیوں میں فنِ مصوری کے فروغ میں مدد ملی۔ جس نے فن مصوری کے امتیازی مکاتب فکر مثلاً راجستھانی اور پہاڑی مصوری کے مکاتب فکر کو وجود دیا، جنھوں نے رزمیوں، اساطیری کہانیوں اور داستانوں سے اخذ کردہ موضوعات کو اپنی پینٹنگوں میں سمویا۔ دوسرے موضوعات بارہ ماسہ (موسم) اور راگ مالا (سپر موسیقی) تھے۔ چھوٹی تصاویر کو مقامی مراکز مثلاً کانگڑھ، کلّو، بسولی، گلیر، چھبا، گڑھوال، بلاس پور اور جموں میں بھی فروغ ملا۔

پندرھویں اور سولھویں صدی میں ہندوستان میں بھکتی تحریک کے ابھار نے وشنو بھکتی طبقہ کے موضوعات سے متعلق تصویری متنوں کی تخلیق کو تحریک دی۔ مغلوں سے قبل کے دور میں ہندوستان کے شمالی حصہ میں

نوٹس

مندروں کی دیواروں پر پینٹنگوں کو نمایاں مقام حاصل تھا۔

11.3 جدید دور میں آرٹ

اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے آغاز میں پینٹنگیں مغربی اور مقامی طرز کے امتزاج پر مشتمل تھیں، جن کی سرپرستی ہندوستان میں مقیم برطانوی شہریوں اور سیاحوں کی طرف سے کی جاتی تھی۔ ان پینٹنگوں کے موضوعات زیادہ تر ہندوستان کی سماجی زندگی، عوامی تہوار اور مغل تعمیری یادگاریں ہوتی تھیں۔ ان پینٹنگوں میں مغل روایات کی تھوڑی تبدیل شدہ جھلک ملتی تھی۔ لیڈی اِمپے کے لیے شیخ ضیاء الدین کا مطالعات طائر اور ولیم فریزر اور کرنل اسکینر کے لیے غلام علی خاں کی پورٹریٹ پینٹنگیں اس طرز کی پینٹنگ کی کچھ بہترین مثالیں ہیں۔

19ویں صدی کے اواخر میں یوروپی ماڈل کے مطابق ہندوستان کے بڑے شہروں جیسے کلکتہ، بمبئی اور مدراس میں آرٹ اسکولوں کا قیام کیا گیا۔ ٹرانکور کے راجہ روی ورما کی اساطیری اور سماجی موضوعات پر بنائی گئی تصاویر اس دور میں کافی مقبول ہوئیں۔

رابندرناتھ ٹیگور، ابیندر ناتھ ٹیگور، ای۔ بی۔ ہاویل اور آنند کنتیش کمارسوامی نے آرٹ کے بنگالی مکتب فکر کے قیام میں ایک اہم رول ادا کیا۔ آرٹ کی بنگالی طرز شانتی نکیتن میں تیزی سے فروغ پذیر ہوئی جہاں رابندرناتھ ٹیگور نے کلا بھون کا قیام کیا تھا۔ نندلال بوس، بنود بہاری مکھرجی اور رام کنکر بیج اس کلا بھون میں ابھرتے ہوئے مصوروں کو تربیت دیتے تھے۔ نندلال ہندوستانی لوک آرٹ اور جاپان پینٹنگوں سے متاثر تھے جبکہ بنود بہاری مکھرجی اورینٹل روایات میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اس دور کے ایک دوسرے عظیم آرٹسٹ جامنی رائے نے اڑیسہ کی پاٹا پینٹنگوں اور بنگال کی کالی گھات پینٹنگوں سے تحریک حاصل کی۔ خاتون مصور امرتا شیرگل نے پیرس اور بڈاپسٹ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ سکھ والد اور ہنگریائی ماں کی یہ بیٹی ایک با کمال مصور تھی۔ انھوں نے ہندوستانی موضوعات اور خاص طور سے ہندوستانی عورتوں اور کسانوں کو شوخ اور خوبصورت رنگوں میں پیش کیا۔ گو کہ ان کی انتقال کم عمر میں ہو گیا تھا، لیکن انھوں نے اپنے پیچھے ہندوستانی پینٹنگوں کا ثروت مند ورثہ چھوڑا ہے۔

دھیرے دھیرے انگریزی تعلیم یافتہ متوسط طبقہ کے ہندوستانیوں کے اندازِ فکر میں گہری تبدیلیاں ہوئیں، جس کا اظہار مصورین کے تاثرات میں نظر آنے لگا۔ برطانوی حکومت، قومیت پرستی کے تصورات اور قومی شناخت کے تئیں بیداری اس طرح کی مصورانہ تخلیقات کا سبب بنیں جو آرٹ کی گذشتہ روایات سے مختلف تھیں۔

1943 میں دوسری عالمی جنگ کے دوران کلکتہ کے مصوروں نے پرتیوش سین، نرودا مجمدار اور پرادوش

نوٹس

داس گپتا کی قیادت میں ایک گروپ کی تشکیل کی جس نے نئی بصری زبان اور نئی انوکھی تکنیکوں کے ساتھ ہندوستانی عوام کی حالت کی عکاسی کی۔

ایک دوسری نمایاں تبدیلی 1948 میں بمبئی میں فرانسس نیوٹن ڈی سوزا کی قیادت میں ترقی پسند آرٹسٹ گروپ کی تشکیل تھی۔ اس گروپ میں ایس۔ایچ۔ رضا، ایم۔ایف۔ حسین، کے۔ایم۔آرا، ایس۔کے۔ باکری اور ایچ۔اے۔گوڑ بھی شامل تھے۔اس گروپ نے بنگالی آرٹ کے مکتب فکر سے علیٰحدگی اختیار کر کے آزاد ہندوستان کے جدید متاثر کن آرٹ کی نمائندگی کی۔

1970ء کی دہائی میں مصوروں نے اپنے ارد گرد کے ماحول کا تنقیدی نظروں سے جائزہ لینا شروع کر دیا۔غریبی اور بدعنوانی، ملک کی سیاسی دلال، دھماکہ خیز فرقہ وارانہ کشیدگی اور دوسرے شہری مسائل ان کی تخلیقات موضوعات اور مواد بن گئے۔

دیوی پرسادرائے چودھری اور کے۔ سی۔ ایس پانیکر کے تحت آرٹ کا مدراس مکتب فکر آزادی کے بعد کے ایک اہم آرٹ مرکز کے طور پر ابھرا اور جدید آرٹسٹوں کی ایک نئی نسل کو متاثر کیا۔

جدید ہندوستانی مصورین میں سے طیب مہتہ، ستیش گجرال، کرشن کھنّہ، منجیت باوا، کے۔جی۔سبرامنیم، رام کماری، انجولی ایلامینن، اکبر پدمسی جتن داس، جہانگیر سباوالا اور اے۔رامچند رن کے نام قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان میں آرٹ، موسیقی کو بڑھاوا دینے کے لیے دو سرکاری ادارے کھولے گئے۔ نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ میں جدید آرٹ کا سب سے بڑا مجموعہ ایک ہی جگہ پر موجود ہے۔ دوسرا سرکاری ادارہ للت کلا اکادمی ہے، جو سبھی میدانوں میں فنکاروں کو شناخت کرتی اور ان کی سرپرستی کرتی ہے۔

متن پر مبنی سوالات 11.1

1۔ مدھیہ پردیش میں آثار قدیمہ کی کھدائی کی مشہور جگہ کون سی ہے؟

2۔ قدیم ہندوستان میں برہمنی اور بودھ ادب میں پینٹنگ کی کون سی تین اقسام دریافت ہوئی ہیں؟

3۔ دھول چتر پینٹنگ عام طور پر کہاں تیار کی جاتی تھیں؟

4۔ اجنتا کے غاروں کی پینٹنگ کا موضوع کیا ہے؟

نوٹس

5۔ اس دو جگہوں کے نام بتایئے جہاں چھٹی اور ساتویں صدی کو بودھ پینٹنگ دریافت کی گئی ہیں؟

6۔ چھوٹی تصاویر سے کیا مراد ہے؟

7۔ قرون وسطیٰ میں مصوروں کو شاہی سرپرستی کس نے فراہم کی؟

8۔ انگریزی تعلیم یافتہ شہری آرٹسٹوں کی پینٹنگوں کے کیا موضوعات تھے؟

9۔ ہندوستان میں آرٹ کے فروغ کے مقصد سے قائم کیے گئے دو سرکاری اداروں کے نام بتایئے۔

10۔ ''پٹا'' پینٹنگ کے لیے کون سی ریاست مشہور ہے؟

11۔ رابندرناتھ ٹیگور کے ذریعہ شانتی نکیتن میں قائم کیے گئے ادارے کا نام بتایئے؟

12۔ ٹراونکور کے راجہ روی ورما کس لیے مشہور ہیں؟

11.4 سجاوٹی آرٹ

ہندوستانی عوام کا فنکارانہ تاثر صرف کینوس یا کاغذ تک ہی محدود نہیں ہے۔ گھر کی دیواروں اور یہاں تک کہ دیہی گھروں کی دیواروں پر بھی سجاوٹی پینٹنگ ایک عام منظر ہے۔ رنگولی یا سجاوٹی ڈیزائن مبارک موقعوں پر اور پوجاؤں کے وقت فرش پر بنائے جاتے ہیں۔ اس کے خوبصورت ڈیزائن نسل در نسل ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتے ہیں۔ ان ڈیزائنوں کو شمال میں ''رنگولی'' بنگال میں ''الپنا'' اترانچل میں ''آئپن''، کرناٹک میں ''رنگاولی''، تامل ناڈو میں ''کولم'' اور مدھیہ پردیش میں ''منڈانا'' کہا جاتا ہے۔ ان سجاوٹی پینٹنگوں کو بنانے کے لیے عام طور چاول کا پاؤڈر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پھول کی پتیوں کو اس کو رنگنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

گھر اور جھونپڑیوں کی دیواروں کو سجانا بھی پرانی روایت ہے۔ درج ذیل میں اسی طرح لوک آرٹ کی کچھ مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

نوٹس

11.5 میتھلا پینٹنگ

متھلا پینٹنگ ، جسے مدھوبنی لوک آرٹ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، بہار کے متھلا علاقہ کا روایتی آرٹ ہے۔ اس کو گاؤں کی عورتیں تیار کرتی ہیں، جو سبزی کے رنگوں کے ساتھ مٹی کے کچھ رنگوں کا استعمال کر کے گائے کے گوبر سے تیار کیے گئے کاغذ پر تصویروں کو بناتی ہیں اور ان کے چاروں طرف سیاہ حاشیہ کھینچتی ہیں۔ ان تصویروں میں سیتا کا بن باس، جنگلوں میں رام اور لکشمن کی زندگی یا لکشمی، گنیش، ہنومان اور ہندو اساطیری کہانیوں سے جڑی ہوئی دوسری تصاویر بنائی جاتی ہیں۔ ان سب کے علاوہ عورتیں متبرک موضوعات مثلاً چاند اور سورج کی تصاویر بھی بناتی ہیں۔ ان تصاویر میں مقدس پودا تلسی بھی موجود رہتا ہے۔ ان میں درباری مناظر، شادیوں اور سماجی واقعات کی بھی عکاسی کی جاتی ہے۔ مدھوبنی تصاویر کی ڈرائنگ انتہائی خیالی ہوتی ہیں۔ پہلے وہ مل کر سوچتی ہیں اور پھر اس خیال کو تصویری شکل دیتی ہیں۔ اشکال کو درست طور پر بنانے میں کسی طرح کے تصنع سے کام نہیں لیا جاتا۔ بصری طور پر وہ تصاویر دکھتی ہیں جو خطوط اور رنگوں کی زبان سے بولتی ہیں اور انھیں گھروں یا گاؤں کی دیواروں پر کسی طرح کی رسموں یا تہواروں کے موقع پر بنایا جاتا ہے اور یہ موسمی تہواروں یا گردش زندگی کے خصوصی واقعات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ نازک گل و بوٹے، جانوروں اور پرندوں کی تصاویر کو ان پینٹنگوں میں دیکھا جاسکتا ہے، جن کا مقصد خالی جگہوں کو بھرنا ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں ماں کا یہ خصوصی فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی کے موقع اس کے لیے تحفہ کے طور پر اس پینٹنگ کو پہلے سے بنائے۔ ان پینٹنگوں میں ایک اچھی شادی شدہ زندگی گذارنے سے متعلق ہدایات بھی دی جاتی ہیں۔ ان کے موضوعات اور رنگوں کے استعمال میں سماجی تنوع دکھائی دیتا ہے۔ پینٹنگ کے ذریعہ برادری کی شناخت کی جاسکتی ہے۔ یہ شناخت ان پینٹنگوں میں استعمال کیے گئے رنگوں سے کی جاسکتی ہے۔ اعلیٰ، زیادہ دولتمند طبقہ کی پینٹنگیں زیادہ رنگین ہوتی ہیں اور نچلے اور غریب طبقہ کے ذریعہ بنائی گئی تصویریں سرخ اور سیاہ رنگوں سے خطوں کے ساتھ بنائی جاتی ہیں، لیکن پینٹنگیں بنانے کی تکنیک کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور اس کی پرجوش طریقے سے حفاظت کی جاتی ہے۔ مائیں اس تکنیک کو اپنی بیٹی کو سونپتی ہے۔

ان دنوں مدھوبنی آرٹ کو تحفہ کی چیزوں، تہنیتی کارڈوں کو تیار کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ مقامی عورتوں کے لیے آمدنی کے ایک ذریعہ ہے۔

11.6 قلم کاری پینٹنگ

قلم کاری کے لفظی معنی ہیں قلم (پین) کے ذریعہ پینٹنگ بنانا۔ یہ آرٹ نسل درنسل منتقل ہونے کے ساتھ ثروت مند ہوتا گیا۔ اس طرح کی تصاویر آندھرا پردیش میں بنائی جاتی ہیں۔ اس کو ہاتھ سے بنانے کے

نوٹس

علاوہ سبزیوں سے بنی ڈالیوں کے ذریعہ کپڑوں پر بھی بنایا جاتا ہے۔ سبزیوں سے بنی ڈالیوں کو قلم کاری کے کام میں رنگ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹی سی جگہ سری کالاہستی قلم کاری کے مرکز کے طور پر مشہور ہے۔ یہ پینٹنگ کی یہ قسم آندھرا پردیش میں مسولی پٹنم میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس آرٹ کو خاص طور سے پینٹ کیے ہوئے کپڑوں کے پینل سے مندروں کی اندرونی سجاوٹ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس آرٹ کا چلن وجے نگر کے حکمرانوں کی سرپرستی میں پندرہویں صدی میں شروع ہوا تھا۔ اس کے موضوعات رامائن، مہابھارت اور ہندو اساطیری کہانیوں سے اخذ کیے گئے تھے۔ آرٹ کی یہ شکل باپ سے بیٹے کو مسلسل طور سے منتقل ہوتی آئی ہے۔ پینٹنگ کے موضوع کے بارے میں فیصلہ کرنے کے بعد ایک کے دوسرے منظر کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ ہر منظر گل بوٹوں کے سجاوٹی نمونوں سے گھیرا جاتا ہے۔ ان پینٹنگوں کو کپڑے پر بنایا جاتا ہے۔ یہ انتہائی پائدار اور سائز کے لحاظ سے لچکدار ہوتی ہیں اور موضوع کے مطابق بنائی جاتی ہیں۔ ان پینٹنگوں کے کناروں کو دیویوں کی اشکال سے اچھی طرح بھرا جاتا ہے اور ان کو خاص طور سے مندروں کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ گولکنڈہ میں مسلم حکمرانوں کی حکومت کی وجہ سے مسولی پٹنم قلم کاری پر ایرانی خیال اور ڈیزائن کا گہرا اثر تھا۔ اس کی آرٹ لائن اور مرکزی خصوصیات کو ہاتھ سے تراشے ہوئے بلاکوں سے بنایا جاتا ہے۔ باریک تفصیلات کو بعد میں قلم کا استعمال کرکے بنایا جاتا ہے۔ یہ آرٹ اب ملبوسات، بستر کی چادروں اور پردوں پر بھی بنایا جانے لگا ہے۔ مصوران تصویروں کو بنانے کے لیے بانس یا کھجور کی لکڑی سے بنے قلموں کا استعمال کرتے تھے، جن میں ایک طرف باریک نوک ہوتی تھی اور اس کے دوسرے سرے پر باریک بال بندھے ہوتے تھے۔ قلم کے ایک سرے کو قلم کے طور پر اور دوسرے حصہ کو برش کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

اڑیسہ پٹ چتر

کالی گھاٹ پٹوں کی طرح، پٹ چتروں کی ایک دوسری قسم اڑیسہ کی ریاست میں پائی جاتی ہے۔ اڑیسہ کے پٹ چتروں کو کپڑوں پر بنایا جاتا ہے اور یہ زیادہ باریک اور زیادہ رنگین ہوتے ہیں اور ان میں زیادہ تر ہندو دیوتاؤں اور دیویوں کی کہانیوں کی عکاسی کی جاتی ہے۔

پھڈ پینٹنگیں

پھڈ اسکرول (لپٹی ہوئی) پینٹنگیں ہوتی ہیں۔ اس طرح کی پینٹنگوں میں مقامی دیوی دیوتاؤں کے کارناموں کی عکاسی کی جاتی ہے اور ان کو اکثر روایتی گلوکاروں کے ساتھ جلوس کی شکل میں ایک جگہ سے دوسری لے جایا جاتا ہے، جو اسکرول پر بنے موضوع کو گا کر سناتے ہیں۔ اس طرح کی پینٹگیں راجستھان میں بہت مشہور ہیں اور خاص طور سے بھیواڑہ ضلع میں پائی جاتی ہیں۔ پھڈ پینٹنگوں میں بہادروں کے بہادرانہ

نوٹس

کارناموں کی عکاسی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کسانوں کی روز مرہ زندگی، دیہی زندگی، جانور اور پرند اور نباتات و حیاتیات اس کے دوسرے موضوعات ہیں۔ ان پینٹنگوں کو شوخ رنگوں اور ہلکے رنگوں کا استعمال کرکے بنایا جاتا ہے۔ پینٹنگوں کی آوٹ لائنوں (حاشیوں) پہلے کالے رنگ سے بنایا جاتا ہے اور پھر ان میں رنگ بھرا جاتا ہے۔ پھڈ پینٹنگوں کے خاص موضوعات دیوی، دیوتاؤں کی داستانیں اور پرانے راجاؤں کی کہانیاں ہوتی تھیں۔ ان تصویروں کو تیار کرنے کے لیے خام رنگوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پھڈ پینٹنگوں کی منفرد خصوصیت واضح خطوط اشکال کا دوا بھاری روپ اور پوری تصویر کو سیکشنوں میں تیار کیا جاتا ہے۔

پھڈ پینٹنگوں کو بنانے کا فن تقریباً 700 سال پرانا ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ اس آرٹ کی ابتدا شاہ پورہ سے ہوئی تھی، جو راجستھان میں بھیل واڑہ ضلع سے 35 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ مسلسل شاہی سرپرستی نے اس فن کو فیصلہ کن رفتار دی اور نسلوں تک برقرار رہا اور پھلتا پھولتا رہا۔

گونڈ آرٹ

یہ آرٹ کی ایک انتہائی نفیس اور مجرد شکل ہے اور اس کو ہندوستان کے سنتھال بھی بناتے ہیں۔ گوداوری رعایا کی پٹی کے گونڈ قبائل جو سنتھالی قبائل جتنے قدیم ہیں، شکلی آرٹ کو بناتے ہیں۔

بائک پرنٹ

سبھی لوک آرٹ اور دستکاریاں اپنی ابتدا کے لحاظ سے پوری طرح ہندوستانی نہیں ہیں۔ کچھ دستکاریاں اور تکنیکیں مشرق سے درآمد ہوئی ہیں۔ ان میں سے بائک آرٹ بھی ایک ہے۔ لیکن ان سب نے اب ہندوستانی رنگ اختیار کرلیا ہے اور ہندوستانی بائک آج ایک پختہ آرٹ ہے، جس کو زبردست مقبولیت حاصل ہے اور جو کافی گراں قدر ہے۔

متن پر مبنی سوالات 11.2

درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ درج ذیل کا ان کی ریاست کے لحاظ جوڑا بنایئے۔

A	B
رنگولی	تمل ناڈو
الپنا	مدھیہ پردیش

نوٹس

ایپن	شمالی ہند
رنگاولی	بنگال
کولم	اترانچل
منڈانا	کرناٹک

2۔ کن پینٹنگوں کے ذریعہ نوجوان لڑکیوں کو ہدایات دی گئی تھی؟

3۔ قلم کاری کا کام کس طرح کیا جاتا ہے؟

4۔ قلم کاری پینٹگوں میں کیا چیز مخصوص ہے؟

5۔ قلم کاری آرٹ کی سب سے مشہور جگہ کون سی ہے؟

11.7 ورلی پینٹنگ

ورلی پینٹنگ کا نام مہاراشٹر کے دور دراز، قبائلی علاقہ ورلی سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ گونڈ اور کول قبائلی کے گھروں اور عبادت گاہوں کی دیواروں پر بنایا جانے والا سجاوٹی آرٹ ہے۔ درخت پرندے مرد اور عورت مجموعی طور پر ورلی پینٹگوں کے موضوعات ہیں۔ ان پینٹگوں کو عورتیں اپنے روز مرہ کے معمول کے طور پر تقریبی مواقع پر تیار کرتی ہیں۔ ان پینٹگوں کے موضوع زیادہ تر مذہبی ہوتے ہیں، جن میں سادہ اور مقامی موادوں مثلاً سفید رنگ اور چاول کا پیسٹ اور مقامی سبزیوں سے بنے گوند کو سادہ، امتیازی سطح پر جیومیٹریکل نمونوں مثلاً مربعوں، مثلثوں اور دائروں کی شکل میں تصاویر بنائی جاتی ہیں۔ نقطے اور خمدار لائنیں ان تصویروں کے یونٹ ہوتے ہیں۔ نباتات و حیاتیات اور لوگوں کی روز مرہ کی زندگی کی تصاویر بھی اس قسم کی پینٹگوں کا حصہ ہوتی ہیں۔ ان پینٹگوں کو گھماؤ دار انداز دے کر ان میں ایک کے بعد دوسرے موضوع کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ ورلی طرز زندگی کی روانی کو ان پینٹگوں میں خوبصورت کے ساتھ سمویا جاتا ہے۔ آرٹ کی دوسری قبائلی شکلوں کے برعکس ورلی پینٹگوں میں دیوی دیوتاؤں کا استعمال نہیں کیا جاتا اور یہ آرٹ کی زیادہ سیکولر شکل ہے۔

نوٹس

11.8 کالی گھاٹ پینٹنگ

کالی گھاٹ پینٹنگ نے اپنا نام کلکتہ میں اپنی ابتدا کی جگہ کالی گھاٹ سے اخذ کیا ہے۔کالی گھاٹ کلکتہ میں کالی مندر کے قریب ایک بازار کا نام ہے۔ دیہی بنگال سے پٹوا مصور کالی گھاٹ میں آ کر بسے تھے اور 19ویں صدی کے اوائل میں یہ دیوتاؤں اور دیویوں کی تصاویر بنایا کرتے تھے۔کاغذ پر آبی رنگوں سے بنائی گئی ان تصاویر میں شوخ رنگوں کا استعمال کر کے صاف پس منظر سبک لائنیں کھینچی جاتی ہیں۔اس طرح کی پینٹنگوں کے موضوعات کالی لکشمی، کرشن، گنیش، شوا اور دوسرے دیوی دیوتا ہوتے ہیں۔اس عمل میں آرٹسٹوں نے ایک نیا اور منفرد تاثر اختیار کر لیا اور بنگال کی سماجی زندگی سے جڑے ہوئے موضوعات کو وسیع پیمانے پر ان پینٹنگوں کے ذریعہ پیش کیا۔اسی طرح کی پٹ پینٹنگوں کو اڑیسہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ پینٹنگ کی اس شکل کی جڑیں 19ویں صدی کے نوآبادیاتی بنگال میں ثقافتی اتار چڑھاؤ میں پیوست ہیں۔

جیسے جیسے پینٹنگ کی اس شکل کی مانگ بڑھنے لگی آرٹسٹوں نے ہندو دیوی دیوتاؤں کی عام عکاسی سے نجات حاصل کر کے اپنی پینٹنگوں میں عصری سماجی واقعات کی دنیا کو سمونا شروع کر دیا۔ اس طرز نے فوٹو گرافی، مغربی طرز کے تھیٹریکل پروگراموں، برطانوی نوآبادیت اور انتظامی نظام کے اثر کے نتیجہ بنگال میں ثقافتی ابھار سے زبردست تحریک حاصل کی۔ ان متنوع اثرات کے ردعمل کے طور پر کولکاتہ کے متمول طبقہ کا منفرد طرز زندگی سے بھی اس طرز کی پینٹنگوں کے مصوروں کو تحریک ملی۔ان سبھی محرکات نے ان نئے تصورات کو جنم دیا جو اس وقت کے بنگالی ادب، تھیٹر اور بصری آرٹ پر چھائے ہوئے تھے۔کالی گھاٹ پینٹنگیں اس ثقافتی اور جمالیاتی تبدیلی کی بہترین آئینہ دار ہیں۔ ہندو دیوی دیوتاؤں کے پہلے سے موجود ماڈل کی بنیاد پر مصوروں نے شبیہات، رقاصاؤں، اداکاراؤں، ہیروئنوں، طرح دار بابوؤں، اپنی شاندار پوشاکوں میں ملبوس اور بالوں کے اسٹائل اور منہ سے لٹکتے ہوئے پائپ اور ستار بجاتے ہوئے خود پسند بانکوں کی تصاویر کا ایک خزینہ تخلیق کیا۔کالی گھاٹ کی پینٹنگوں کو اکثر و بیشتر بنگال سے تخلیق کیا جانے والا پہلا آرٹ کہا جاتا ہے۔

11.9 ہندوستانی دستکاریاں

ہندوستانی عملی طور پر انتہائی نفیس دستکاریوں کا خزانہ ہے۔ روزمرہ کی زندگی کی سادہ سی اشیاء کو نازک اور عمدہ ڈیزائنوں کے ساتھ بنایا جاتا ہے، جو ہندوستانی دستکاروں کی تخلیقی صلاحیت کا اظہار کرتی ہیں۔ ہندوستان کی ہر ریاست اپنی بعض منفرد تخلیقات پر فخر کر سکتی ہیں، جو اسی علاقہ سے خاص طور سے منسوب ہیں۔ مثال کے طور پر کشمیر کڑھی ہوئی شالوں، قالینوں، نمدار ریشم اور اخروٹ سے کی لکڑی سے بنے فرنیچر کے لیے مشہور ہے۔ راجستھان اپنے بندھنی (باندھو اور رنگو) کپڑوں قیمتی پتھروں اور موتیوں سے جڑے ہوئے

نوٹس

زیورات، نیلے رنگ کے ظروف اور مینا کاری کے کام کے لیے جانا جاتا ہے۔ آندھرا پردیش بدری کے کام اور پوچھم پالھ ساڑیوں کے مشہور ہے۔ تامل ناڈو کانسے کے مجسموں اور کانجی ورم ساڑیوں کے لیے مشہور ہے۔ میسور سلک، صندل کی لکڑی کی چیزوں کے لیے جانا جاتا ہے اور کرناٹک ہاتھی دانت کی بنی چیزوں اور روز ووڈ (چوب گلاب) کے فرنیچر میں اپنا نام رکھتا ہے۔ مدھیہ پردیش کے چندیری اور ریشم، اور لکھنو چکن کے کام کے لیے مشہور ہیں۔ بنارس کی بروکیڈ اور ریشمی ساڑیاں۔ آسام کا بید کا بنا ہوا فرنیچر اور دوسری اشیاء بنگال کے بنکورا ٹیرا کوٹا اور بت کرگھے کی اشیاء روایتی سجاوٹی آرٹ کی کچھ منفرد مثالیں ہیں، جو جدید ہندوستان کا سرمایہ اور ورثہ ہیں۔ یہ فنون ہزاروں برسوں میں پروان چڑھے ہیں اور انھوں نے دستکاروں کی ایک بہت بڑی تعداد کو روزگار فراہم کیا ہے۔ جنھوں نے اپنے فن کو دوسری نسلوں کو منتقل کیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستانی کاریگر دھات، لکڑی یا ہاتھی دانت کے ایک ٹکڑے کو ایک فن پارے میں تبدیل کر دینے کی جادوئی صلاحیت رکھتا ہے۔

متن پر مبنی سوالات 11.3

1۔ ورلی پینٹنگ کے تعلق کہا سے ہے؟

2۔ کون سا قبیلہ ورلی پینٹنگ کے لیے مشہور ہے؟

3۔ ورلی پینٹنگ کی خاص بات کیا ہے؟

4۔ ریاست کشمیر کی آرٹ اور دستکاری کی کیا منفرد تخلیقات ہیں؟

نوٹس

آپ نے کیا سیکھا

- ہندوستان میں تخلیقی پینٹنگوں کے نمونے ماقبل تاریخ کے ادوار سے تعلق رکھتے ہیں۔
- مختلف اقسام کی پینٹنگوں اور ان کی تکنیکوں کے حوالے برہمنی اور بودھ ادب میں ملتے ہیں۔
- مغربی دکن میں اجنتا کے غاروں کو کاٹ کر بنائی گئی بودھ تصاویر اپنی دیواری پینٹنگوں کے لیے مشہور ہیں۔
- مغلوں نے ہندوستان پینٹنگوں کے ساتھ ایرانی روایات کو جوڑ کر پینٹنگ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔
- پینٹنگ کے راجستھانی اور پہاڑی مکاتب فکر نے ہندوستانی پینٹنگوں کو ثروت مند بنانے میں نمایاں حصہ ادا کیا۔
- اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستانی موضوعات پر مبنی نیم مغربی، مقامی طرز کی پینٹنگ کا چلن شروع ہوا۔
- ہندوستان کے بڑے شہروں کلکتہ، بمبئی اور مدراس میں یورپی ماڈل پر آرٹ اسکولوں کے قیام اور خاص طور سے آرٹ کے بنگالی مکتب فکر کا ابھار جدید دور کے دوران ہندوستان پینٹنگ کا ایک دوسرا سنگ میل تھا۔
- فرانسس نیوٹن سوزا، ایس۔ ایچ۔ رضا اور ایم۔ ایف حسین جیسے ترقی پسند آرٹسٹوں نے آرٹ کے بنگالی مکتب فکر سے انحراف کرکے آزاد ہندوستان کے جدید متاثر کن آرٹ کی نمائندگی کی۔
- لوک آرٹ کی مختلف شکلوں مثلاً میتھلا پینٹنگ (مدھوبنی) قلم کاری پینٹنگ، ورلی پینٹنگ اور کالی گھاٹ پینٹنگ نے پینٹنگ کے فن میں نئے رخوں کا اضافہ کرکے اس کو نئی بلندیوں سے روشناس کرایا۔

اختتامی سوالات

1۔ قرون وسطیٰ میں پینٹنگ کے فروغ کو آپ کس طرح بیان کریں گے؟

2۔ آرٹ کی مدھوبنی شکل کی وضاحت کیجیے۔ مدھوبنی پینٹنگوں میں ڈرائنگ کیونکر بہت زیادہ تصوراتی ہوتی تھی؟

3۔ قلم کاری پینٹنگ اور میتھلا پینٹنگ کے درمیان فرق بتائیے۔

4۔ کالی گھاٹ پینٹنگوں میں بنگالی ثقافت کی مختلف شکلوں کی عکاسی کی گئی ہے، وضاحت کیجیے۔

5۔ ہندوستانی کاریگر دھات، لکڑی یا ہاتھی دانت کے ایک ٹکڑے کو اپنی جادوئی حس سے فن پارے میں تبدیل کرسکتے تھے، وضاحت کیجیے۔

6۔ ایک فن کی حیثیت سے پینٹنگ کے فروغ میں مغلوں نے کیا حصہ ادا کیا؟

7۔ درج ذیل کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیے۔

(i) قلم کاری آرٹ

(ii) پہاڑی آرٹ

(iii) کالی گھاٹ آرٹ

متن پر مبنی سوالات کے جوابات

11-1

1۔ بھیمٹیک

2۔ لپی چیتر، لیکھا چتر اور دھولت چتر

3۔ اس کو فرش پر بنایا جاتا تھا

4۔ ان میں جاتک کہانیوں اور بودھ موضوعات کی عکاسی کی گئی ہے۔

5۔ شمال میں باغ، بادامی (کرناٹک) جنوب

6۔ چھوٹی سی سطح پر رزمیوں، اساطیری کہانیوں کے موضوعات اور بارہ ماسہ (موسموں) اور راگ مالا (گیت سنگیت) کی عکاسی

7۔ اورنگزیب

نوٹس

8۔ (a) برطانوی حکومت کی ظالمانہ نوعیت
(b) قومیت پرستی کے تصورات
(c) قومی شناخت کی آرزو

9۔ (a) نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ
(b) للت کلا اکادمی

10۔ ریاست اڑیسہ

11۔ کلا بھون

12۔ جدید ہندوستان میں روغنی پینٹنگوں میں اساطیری کہانیوں اور سماجی موضوعات کی عکاسی کافی مقبول بن گئی۔

11.2

1۔

رنگولی	شمالی ہندوستان
الپنا	بنگالی
آئپن	اترانچل
رنگاولی	کرناٹک
کولم	تامل ناڈو
مینڈانا	مدھیہ پردیش

2۔ میتھلا پینٹنگیں

3۔ اس میں سبزیوں کی ڈائیاں استعمال کی جاتی تھیں

4۔ ان کو ہندو اساطیری کہانیوں سے متعلق منظر بہ منظر بنایا جاتا تھا اور اس کے اوپر اور نیچے گلی و بوٹے کے حاشیہ بنائے جاتے تھے۔

5۔ سری کالہستی

نوٹس

11.3

1۔ ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر میں

2۔ گونڈ اور کول قبائل

3۔ اس میں جیومیٹریکل نمونے استعمال کیے جاتے تھے اور ایک موضوع کے بعد دوسرے موضوع کو جوڑ کر گھیردار شکل میں بنایا جاتا تھا۔

4۔ کڑھی ہوئی شالیں، قالین، نمدار ریشم اور اخروٹ کی لکڑی کے فرنیچر